572

نالۂ یتیم

یعنی وہ دردانگیز نظم

جو

ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے - پی ایچ ڈی

بیرسٹرایٹ لاء لاہور نے

انجمن حمایت اسلام لاہور کے پندرھویں سالانہ جلسہ میں پڑھی تھی

جسے مصنف موصوف کی اجازت سے

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور نے

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر امیر بخش پرنٹر چھپوایا

۱۹۱۶

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو کھیتی [illegible] حاصل بھی تو
آہ کس کی [illegible] ہے تجھے
راہ تو رہر[illegible] بھی تو منزل بھی تو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفان سے کیا
ناخدا تو بحر تو، کشتی بھی تو ساحل بھی تو
دیکھ آکر کوچۂ چاک گریباں میں کبھی
قیس تو لیلا بھی تو صحرا بھی تو محمل بھی تو
وائے نادانی کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مے بھی تو مینا بھی تو ساقی بھی تو محفل بھی تو
شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا، کہ ہے غارتگر باطل بھی تو

آزاد،
قبال،
منشی
حافظ
طب
کی

شہ
شی
جوالا
عبدا
لغت
کتا بہ

المشتہر

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

نالۂ یتیم

آہ! کیا کہیے کہ اب پہلو میں اپنا دل نہیں
بجھ گئی جب شمعِ روشن درخورِ محفل نہیں
اے مصافِ نظمِ ہستی! میں ترے قابل نہیں
ناامیدی جس کو طے کر لے یہ وہ منزل نہیں

ہائے کس منہ سے شریکِ بزمِ میخانہ ہوں میں
ٹکڑے ٹکڑے جس کے ہو جائیں وہ پیمانہ ہوں میں

خارِ حسرت غیرتِ نوکِ سناں ہونے لگا
یوسفِ غم زینتِ بازارِ جاں ہونے لگا
دل مرا شرمندۂ ضبطِ فغاں ہونے لگا
نالۂ دل رہ شناسِ آسماں ہونے لگا

کیوں نہ وہ نغمہ سرائے رشکِ صد فریاد ہو
جو سرودِ عندلیبِ گلشنِ برباد ہو

پنجۂ وحشت بڑھا چاکِ گریباں کیلئے
اشکِ غم ڈھلنے لگے پابوسِ داماں کیلئے
مضطرب ہے یوں دلِ نالاں بیاباں کیلئے
جس طرح بلبل تڑپتا ہے گلستاں کیلئے

بس گئے ہم ہنگامۂ ہستی میں اب کیا بیٹھکر
رو بیئے جا کر کسی صحرا میں تنہا بیٹھکر

قابلِ عشرت دلِ خوگردۂ حسرت نہیں
درخورِ بزمِ طرب شمعِ سرِ تربت نہیں
زیرِ گردوں شاہدِ آرام کی صورت نہیں
غیر حسرت غازۂ رخسارۂ راحت نہیں

صبحِ عشرت بھی ہماری غیرتِ صد شام ہے
ہستیٔ انساں غبارِ خاطرِ آرام ہے

ہے قیامِ بحرِ ہستی جزر و مدِ امید کا
گاہے گاہے آنکلتی ہے مسرت کی ہوا
زندگی کو نورِ الفت سے ملی جس دم ضیا
لے کے طوفانِ ستم ابرِ تغیر آ گیا
ہے کسی کو کامِ دل حاصل، کوئی ناکام ہے
اس نظارہ کا مگر خاکِ لحد انجام ہے

اے فلک! تجھ سے تمنائے سعادت پروری
ہر ستارہ ہے ترا داغِ دلِ نیک اختری
تو نے رکھا ہے کسے حرماں نصیبی سے بری
اے مسلماناں! فغاں از دورِ چرخِ چنبری
دوستی از کس نمی بینیم یاراں را چہ شد
دوستی کو آخر آمد دوستداراں را چہ شد

نطق کر سکتا نہیں کیفیتِ غم کو عیاں
اس کی تیزی کو مٹا دیتے ہیں اندازِ بیاں
آ نہیں سکتی زباں تک رنج و غم کی داستاں
خندہ زن میرے لب گویا پہ ہے دردِ نہاں
عجز گویائی ہے گویا حکمِ قیدِ خامشی
مجرمِ اظہارِ غم کو یہ سزا ملنے لگی

زخمِ دل کے واسطے ملتا نہیں مرہم مجھے
اپنی قسمت کا ہے رونا صورتِ آدم مجھے
ظلِّ دامانِ پدر کا ہے زبس ماتم مجھے
ہاں ڈبو دے! اے محیطِ دیدۂ پُرنم مجھے
مضطرب اے دل! نہ ہونا ذوقِ طفلی کیلئے
تو بنا ہے تلخیٔ اشکِ یتیمی کیلئے

سایۂ رحمت ہے تُو اے طفلِ دامانِ پدر!
غنچۂ طفلی پہ ہے مثلِ صبا تیرا گذر
رہنما ہے وادیٔ عالم میں تُو مثلِ خضرؑ
تُو تو ہے اک مظہرِ شانِ کریمی سربسر
ہے شہنشاہی جو طفلی تو ہما تاثیر ہے
تُو نہ ہو تو زندگی اک قیدِ بے زنجیر ہے

عینِ طفلی میں ہلالِ آسا کمر خم کھا گئی
صبحِ پیری کی مگر بن کر یتیمی آ گئی
یادِ ناکامی اسے کیا جانے کیا سمجھا گئی
شعلۂ سوزِ الم کو اور بھی بھڑکا گئی
دم کے بدلے میرے سینے میں دمِ شمشیر ہے
زندگی اپنی کتابِ موت کی تفسیر ہے

جوششِ صرصر سے ہے اے بحر! جولانی تری
اور قمر کے دم سے ہے سارِی یہ طغیانی تری
کوہ و دریا سے ہے قائم شانِ سلطانی تری
اور شعاعِ مہر سے ہے خندہ پیشانی تری
نظمِ عالم میں نہیں موجود سازِ بیکسی
ہو گئی پھر کیوں ہے یتیمی صیدِ بازِ بیکسی
کھینچ سکتا ہے مصوّر خندۂ گُل کا سماں
اور کچھ مشکل نہیں اے برق! تیری شوخیاں
صبح کا اختر نہیں کلکِ تصوّر پر گراں
اور ہی کچھ ہیں مگر میرے تبسّم کے نشاں
یہ تبسّم اشکِ حسرت کا نمک پروردہ ہے
دردِ پنہاں کو چھپانے کیلئے اِک پردہ ہے

یادِ ایامِ سلف! تُو نے مجھے تڑپا دیا
آہ! اے چشمِ تصور! تُو نے کیا دِکھلا دیا
اے فراقِ رفتگاں! ہائے تو نے کیا سمجھا دیا
دردِ پنہاں کی خلش کو اور بھی چمکا دیا
رہ گیا ہوں دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر
کچھ مداوا اس مرض کا اے دلِ ناکام کر!
آہ بُوئے نسیمِ گلشنِ رشکِ ارم
ہو نہ محرومِ سماعت جس کی آوازِ قدم
لذّتِ رقصِ شعاعِ آفتابِ صبحدم
یا صدائے نغمۂ مرغِ سحر کی زیر و بم
رنگ کچھ شہرِ خموشاں میں جما سکتی نہیں
خفتگانِ کُنجِ مرقد کو جگا سکتی نہیں

ہر گھڑی اے دِل انہ یُوں اشکوں کا دریا چاہیئے
داستاں جیسی ہو ویسا سُننے والا چاہیئے
ہر کسی کے پاس یہ دُکھڑا نہ رونا چاہیئے
آستاں اُس کو یتیمِ ہاشمیؐ کا چاہیئے

چشمِ باطن کی نظر بھی کیا سُبک رفتار ہے
سامنے اِک دم میں درگاہِ شہِ ابرارؐ ہے

اے مددگارِ غریباں! اے پناہِ بیکساں!
اے نصیرِ عاجزاں! اے مایۂ بے مائیگاں!
کارواں صبر و تحمّل کا ہوا دل سے رواں
کہنے آیا ہوں مَیں اپنے درد و غم کی داستاں

ہے تری ذاتِ مبارک حلِّ مشکل کیلئے
نام ہے تیرا شفا دُکھتے ہوئے دِل کیلئے

بیکسوں میں تابِ جورِ آسماں ہوتی نہیں
ان دلوں میں طاقتِ ضبطِ فغاں ہوتی نہیں
کون وہ آفت ہے جو رہینِ بیاں ہوتی نہیں
اِک یتیمی ہے کہ ممنونِ زباں ہوتی نہیں
میری صورت ہی کہانی ہے دِلِ ناشاد کی
ہے خموشی بھی مِری سائل تری امداد کی

بزمِ عالم میں طرازِ مسندِ عظمت ہے تو
بہرِ انساں جبرائیلِ آیۂ رحمت ہے تو
اے دیارِ علم و حکمت قبلۂ اُمّت ہے تو
اے ضیائے چشمِ ایماں زیبِ ہر دعوت ہے تو
درد جو انساں کا تھا وہ تیرے پہلو سے اُٹھا
قلزمِ جوشِ محبت تیرے آنسو سے اُٹھا

آبِ کوثر تشنہ کامانِ محبت کا ہے تُو
جس کے ہر قطرے میں سو موتی ہو وہ دریا ہے تُو
طُور پر چشمِ کلیم اللہ کا تارا ہے تُو
معنیٔ یٰسٓ سے تُو مفہومِ اَوْ اَدْنٰی ہے تُو
اُس نے پہچانا نہ تیری ذاتِ پُر انوار کو
جو نہ سمجھا احمدِ بے میم کے اسرار کو
دلربائی میں مثالِ غنچۂ مادر ہے تُو
مثلِ آدا از پدر شیریں تر از کوثر ہے تُو
جس سے تاجِ عرش کو زینت ہو وہ گوہر ہے تُو
از پئے تقدیرِ عالم صورتِ اختر ہے تُو
زیبِ حسنِ محفلِ اشرافِ عالم تُو ہُوا
تھی مؤخر گرچہ آمد پر مقدم تُو ہُوا

تیرا رتبہ جوہرِ آئینۂ لولاک ہے
فیض سے تیرے رگِ تاکِ یقیں نمناک ہے
تیرے سایہ سے منوّر دیدۂ افلاک ہے
کیمیا کہتے ہیں جس کو تیرے در کی خاک ہے
تیرے نظارے کا موسیٰ ہیں کہاں مقدور ہے
تُو ظہورِ لن ترانی گوئے اوجِ طُور ہے
دوپہر کی آگ میں وقتِ درو دہقان پر
ہے پسینے سے نمایاں مہرِ تاباں کا اثر
جھلکیاں اُمّید کی آتی ہیں چہرے پر نظر
کاٹ لیتا ہے مگر جس وقت محنت کا ثمر
یا حقّی! کہہ کے اُٹھتا ہے وہ اپنے کام سے
ہائے! کیا تسکیں اُسے ملتی ہے تیرے نام سے

وہ پناہِ دینِ حق وہ دامنِ غارِ حرا
جو ترے فیضِ قدم سے غیرتِ سینا ہوا
وُہ حصارِ عافیت وہ سلسلہ فاران کا
جس کے ہر ذرے سے اٹھی دینِ کامل کی صدا
فخرِ پابوسی سے تیری آسماں سا ہو گئی
یہ زمیں ہمپایۂ عرشِ معلّیٰ ہو گئی
نظمِ قدرت میں نشاں پیدا نہیں بیداد کا
شکوہ کرنا کام ہوتا ہے دلِ ناشاد کا
آ گرا ہوں تیرے در پر وقت ہے امداد کا
سر فرازی چاہیئے بدلہ مری اُفتاد کا
آ نہ سکتا تھا زباں تک بیکسی کا ماجرا
حوصلہ لیکن مجھے تیری یتیمی نے دیا

تھم ذرا بیتابیٔ دل! کیا صدا آتی ہے یہ
لطفِ آبِ چشمۂ حیواں کو شرماتی ہے یہ
دل کو سوزِ عشق کی آتش سے گرماتی ہے یہ
روح کو یادِ الٰہی کی طرح بھاتی ہے یہ
ہاں ادب اے دل! بڑھا اعزاز مشتِ خاک کا
میں مخاطب ہوں جنابِ سیدِ لولاک کا

اے گرفتارِ یتیمی! اے اسیرِ قیدِ غم
تجھ سے ہے آرامِ جانِ سیدِ خیرالامم
نا امیدی نے کئے ہیں تجھ پہ کچھ ایسے ستم
چھیڑتا ہے دل کو تیرا نالۂ دردِ و الم
تیری بے سامانیوں سے کیوں نہ میرا دل جلے
شرم سی آتی ہے تجھ کو بے نوا کہتے ہوئے

خرمنِ جاں کے لئے بجلی ترا افسانہ ہے
دِل نہیں پہلو میں تیرے غم کا عِشرت خانہ ہے
جس پہ بربادی ہو صدقے وہ تِرا ویرانہ ہے
سہم جائے جس سے فرحت وہ تِرا کاشانہ ہے
کانپتا ہے آسماں تیرے دِلِ ناشاد سے
ہِل گیا عرشِ مُعظّم بھی تِری فریاد سے
خُون رُلواتا ہے تیرا دیدۂ گریاں مجھے!
کیوں نظر آتا ہے تُو رہنِ غمِ پنہاں مجھے؟
کیوں نظر آتا ہے تیرا حال بے ساماں مجھے؟
کیوں نظر آتا ہے تُو مثلِ تنِ بےجاں مجھے؟
میری اُمّت کیا شریکِ دردِ پیغمبر نہیں؟
کیا جہاں میں عاشقانِ شافعِ محشر نہیں؟

جس طرح مجھ سے نبوّت میں کوئی بڑھ کر نہیں
میری اُمّت سے حمیّت میں کوئی بڑھ کر نہیں
امتحانِ صدق ہمّت میں کوئی بڑھ کر نہیں
ہم مسلمانوں سے غیرت میں کوئی بڑھ کر نہیں

یہ دل و جاں سے خُدا کے نام پر قربان ہیں
ہوں فرشتے بھی فِدا جن پر یہ وہ انسان ہیں

جا کے یوں کہنا کہ "اے گلہائے باغ مصطفےٰؐ!
تم سے برگشتہ نہ ہو جائے زمانے کی ہوا
عرصۂ ہستی میں از بہرِ حصولِ مدّعا
رشکِ صد اکسیر ہوتی ہے یتیموں کی دُعا

یہ وہ جادو ہے کہ جس سے دیوِ حرماں دُور ہو
یہ وہ نسخہ ہے کہ جس سے رنجِ عصیاں دُور ہو

یہ دُعا میدانِ محشر میں بڑی کام آئے گی
شاہدِ شانِ کریمی سے گلے مِلوائے گی
آتشِ عشقِ الٰہی سے تمہیں گرمائے گی
جو نہ دیکھا تھا تمہیں وہ بھی نے اُسے دکھلائے گی

جس طرح مجھ کو شہیدِ کربلا سے پیار ہے
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دُعا سے پیار ہے

جوش میں اپنی رگِ ہمّت کو لانا چاہیئے
احمدی غیرت زمانے کو دکھانا چاہیئے
بندشِ غم سے یتیموں کو چھڑانا چاہیئے
مِل کے اِک دریا سخاوت کا بہانا چاہیئے

کام بے دولت نہ چرخِ کہن چلتا نہیں
نخلِ مقصد غیرِ آبِ زر کبھی پھلتا نہیں

صیدِ شاہینِ یتیمی کا پھڑکنا اور ہے
نوک جس کی دل میں چبھتی ہو وہ کانٹا اور ہے
علتِ حرماں نصیبی کا مداوا اور ہے
دردِ آزارِ مصیبت کا مسیحا اور ہے

پھونک دیتا ہے جگر کو دل کو تڑپاتا ہے یہ
نسخۂ مہر و محبت سے مگر جاتا ہے یہ

تھی یتیمی کچھ ازل سے آشنا اسلام کی
پہلے رکھی ہے یتیموں نے بنا اسلام کی
کہہ رہی ہے اہلِ دل سے ابتدا اسلام کی
ہے یتیموں پر عنایت انتہا اسلام کی

تم اگر سمجھو تو یہ سو بات کی اک بات ہے
آبرو میری یتیمی کی تمہارے ہات ہے

اقبال

1036

مطالب الغالب

یعنی دیوان غالب کی جدید ترین اور بہترین شرح

تمام شروحِ ماسبق سے مفصل و مکمل، مولانا سُہاؔ، کی جدید التالیف
شرح "مطالب الغالب" ہے۔ جس میں معانی و مطالب کی تفسیر،
لغت و بلاغت اور تمام قرائن سیاق کے ساتھ، کلام کے
پہلو بہ پہلو ہے۔ بعض غیر مطبوعہ قصائد و سلام کا بھی اضافہ ہے جو
اس وقت تک کسی اشاعتِ دیوانِ غالب میں موجود نہیں۔ شرح
کی ابتدا میں مؤلف کا ایک فاضلانہ مقدمہ اور چند متعلقہ تصاویر
بھی شریک ہیں۔ حجم قریباً ۴۰۰ صفحہ۔ تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت ۲ دو روپے (۱عہ)

المشتہر
شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

(جملہ حقوق اشاعت بحق پبلشر مذکور محفوظ ہیں)